جدید معاملات

مروجہ ہنڈی کاروبار کا شرعی جائزہ

مفتی نعمت اللہ حقانی

رئیس دار الافتاء انجمن تعلیم القرآن

پراچہ ٹاؤن راولپنڈی روڈ کوہاٹ

س: ہنڈی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

س (ب) ہنڈی اگر درجہ ذیل طریقہ سے کی جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

سعودی عرب میں جہاں پر ریال کی سرکاری قیمت معلوم ہوتی ہے۔ ہنڈی والے وہاں سے ریال کی قیمت پاکستانی روپے کے حساب سے معلوم کر لیتے ہے۔ مثلاً ریال سے پاکستانی سولہ/۱۶ اروپے نوے/۹۰ پیسے کا خرید لیتے ہیں۔ اور اس حساب سے جتنے پاکستان روپے بنتے ہیں۔ وہ اس بھیجنے والے کے گھر والوں کو یہاں پاکستان میں مل جاتے ہیں۔ بقول ہنڈی والوں کے، یہ دس/۱۰ پیسے ریال کا کم لینا دُکان کا کرایہ اور ٹیلی فون کا خرچہ ہوتا ہے۔ شاید ٹیلی فون اور دُکان کے خرچے سے کبھی یہ زیادہ بھی ہو جاتے ہوں۔ لیکن ہنڈی والے پھر ان ریالوں کو سٹاک ایکسچینج میں فروخت کرتے ہیں۔ جس میں نفع بھی ہو جاتا ہے۔

جب ریال کی قیمت زیادہ ہو جائے۔ اور کبھی نقصان بھی ہو جاتا ہے۔ جب ریال کی قیمت کم ہو جائے۔ یعنی نفع اور نقصان دونوں کا احتمال ہے۔

الجواب بعون الملک الوھاب:

صورت نمبرا: اگر بینک کے ذریعہ بھیجنے میں بھی سود دینا پڑتا ہے تو اس کے متبادل سادہ اور بے غبار جائز صورت یہ ہے کہ اگر کوئی ایسا آدمی مل جائے جو معتمد بھی ہو اور جس ملک میں بھیجنا چاہتا ہے وہاں کوئی شخص اس کا معتبر ہو اس کے ذریعے بھیج دے اس طرح پر کہ یہ آدمی اس ملک میں جا کر یہ رسید دکھلا کر اس سے اپنی رقم لے لے؟ پس اس صورت میں اگر ان دونوں نے کوئی پیسہ نہیں لیا جب تو ان کا یہ تبرع ہے اور اس طرح یہ معاملہ شرعاً بلا ریب درست ہے۔

صورت نمبر ۲: مذکورہ صورت میں اگر رسید اور وثیقہ دینے والے کچھ پیسے اپنے لئے بھی لے لے تو اس کو اس تحریر کرنے کی اجرت قرار دے کر جائز کیا جائے گا اور جس کے پاس یہ رسید اور وثیقہ رقم دینے کے لئے بھیجا گیا اگر وہ شخص اس پہلے شخص کا نائب یا وکیل ہے جب تو اس کے لئے حکم شرعی یہ ہوگا کہ وہ بغیر ادا نہیں کر دیتا ہے تو یہ پیسہ لینا رشوت ہے۔ اور رشوت کا حکم یہ ہے کہ مجبوری کی وجہ سے دینے والا گنہگار نہ ہوگا صرف لینے والا گناہ گار ہوگا۔

صورت نمبر ۳: اور اگر یہ شخص رسید بھیجنے والا نائب یا وکیل نہ ہو تو پھر حکم شرعی یہ ہوگا کہ اگر اس کو یہ رقم دینے میں کچھ عمل کرنا پڑتا ہے۔

تو وہ اجرت قرار دے کر لے سکتا ہے یہاں تک اس معاملے کا تعلق ہنڈی سے نہیں ہوگا۔

چونکہ یہ طریقہ کار خطرہ سے بچنے کے لئے کیا جاتا ہے اس لئے جب اجرت وغیرہ لے دیکر کیا جائے تو سفتجہ (ہنڈی) کا معاملہ ہو کر کراھت سفتجۃ آجائے گی۔

صورت نمبر۴: اس میں مہاجنوں کے ہنڈی کا ہے اس لئے کہ ہنڈی عموماً مہاجنوں کے درمیان چلتی ہے تقریباً ہر مہاجن کا تعلق لین دین کا دور تک کے مہاجنوں سے ہوتا ہے۔ اور ان کو جب کسی گاہک کو رقم دینی پڑتی ہے تو وہ اس گاہک کے قریبی مہاجن کے لئے ایک تحریر بطور سند لکھ کر دے دیتے ہیں یا بھیج دیتے ہیں کہ یہ رقم فلاں مہاجن سے وصول کرلو۔ جب وہ تحریر اس مہاجن کو پہنچتی ہے تو وہ اول مہاجن سے اس کی تحقیق کرتا ہے اگر مستحق کی حوالہ کرتا ہے۔ اور مہاجنوں کا طریقہ ان کے اپنے مقصد سے اور سہولت کی غرض سے ہوتا ہے جس کا تعلق اسی مستحق کی رقم سے ہوتا ہے اس لئے یہ فیصلہ کاٹی ہوئی رقم بلاشبہ سود (ربوا) بن جاتی ہے اور اس طرح یہ معاملہ ناجائز ہو جاتا ہے۔

پس اگر کوئی شخص یا ادارہ مہاجنوں کی طرح رقم کا فیصد لیکر / پشت پر کاروبار کرنے لگے گا۔ تو اس کا یہ معاملہ مہاجنوں کی ہنڈی کی معاملہ کی طرح ناجائز شمار ہو جائے گا۔

ظاہر ہے کہ صورت مسئولہ کا تعلق اسی ناجائز نوعیت کی صورت کی طرح ہے لہٰذا اس شخص کے لئے یہ کٹوتی ناجائز ہے بعینہٖ یہ فیصد کی کٹوتی ہے اس لئے کہ ریال کی قیمت معلوم سولہ روپے پاکستانی معلوم ہے اب اسی قیمت معلوم میں کمی بیشی سود (ربوا) ہے خواہ یہ کٹوتی دکان کے کرایہ یا ٹیلیفون بل کے تمام بل کے نام سے کیوں نہ ہو نام بدلنے سے حقیقت میں تبدیل نہیں آتی۔

مافی الفتح نقلاً عن کفایۃ البیھقی : سفا تج التجار مکرو ھۃ ثم قال الا ان یقرض مطلقاً ثم یکتب السفتجہ فلا بأس بہ کذا روی عن ابن عباس نے الا تری انہ لو قضاہ بأحسن فمالہ علیہ لا یکرہ اذا لم یکن شروطاً . قالو انما یحل ذالک عند عدم الشرط اذالم یکن فیہ عرف فظا ھر فان کان یعرف ان ذالک یفعل لذالک فلا اہ (فتح القدیر :۵/۴۵۲ شارع محمد علی مصر) مثلہ فی الا علاء السنن: ۱۴/۴۹۴. ادارۃ القرآن . کراتشی)

۲۔اس کے علاوہ ہنڈی کا یہ طریقہ قانون حکومت کے خلاف ہے تو یہ قانونی چوری ہوگی، اگر اس میں پکڑا جائے تو عزت و ابرو، مال سب کی بربادی ہوگی۔ اور ان سب چیزوں کا بچانا شرعاً واجب ہے جبکہ ہنڈی کے ذریعے سے بھیجنا سود سے خالی نہیں۔ اور اگر کسی حیلہ سے سود سے بچ جائیں تو بھی بیش از بیش ہنڈی سے بھیجنا مباح وجائز رہے گا جبکہ مال وعزت، آبرو کی بچانا واجب ہے اور مباح حکم کے مقابلہ میں واجب کو چھوڑنا درست نہیں رہتا اس لئے اس کی اجازت نہ ہوگی۔ (نظام الفتاوی ج۔۱/۲۹۹)

اس کے علاوہ اگر سود نہ بھی دینا پڑے تو یہ عقد بیع مع الشرط ہونے کی وجہ سے عقد فاسد ہے۔ شرط یہ ہے کہ سعودی عرب میں ریال قرض دے کر پاکستان میں پاکستانی رقم کی واپسی کی شرط لگا کر مقرض نے اسقاط خطرا لطریق کا نفع حاصل کیا لہٰذا یہ کل قرض جر نفعاً (ہر وہ قرض جو نفع کو کھینچے) سود ہو کر ناجائز رہے گا۔ کذا فی احسن الفتاویٰ (۷/۱۰۵)

وضاحت: سفتجہ مکروہ کا مصداق:

فقہاء نے جس سفتجہ کے متعلق کراہت کا حکم لکھا ہے وہ یہ صورت ہے کہ قرض سے اسقاط خطرا لطریق مقصود ہو، تو اگر کسی قرض میں یہ مقصود نہ ہو۔ بلکہ صرف دوسرے مقام تک ایصال مقصود ہو تو یہ سفتجہ مکروہ میں داخل نہیں ہے۔ اگر چہ یہ سقوط خطرا لطریق کو مستلزم ہے مگر مقصود اور لازم میں فرق ہے، چنانچہ مقامی قرض میں بھی حفظ مال کا نفع لازم ہے۔ ''معہذا اس کو کل قرض جر نفعاً'' میں داخل کر کے حرام نہیں قرار دیا جاتا۔ (احسن الفتاویٰ من مواقع شیٔ: ۱۰۴/۷)

عصر حاضر کا معروف فقیہ، دکتور وھبۃ الزحیلی نے بھی اسی بات کی تصریح کی ہے۔ چنانچہ موصوف! ارقام فرماتے ہیں قولہ:

السفاتج: جمع سفتجة: وهی الورقه : وهی ان یدفع امرؤ الیٰ تاجر سلفاً قرضاً لیدفعه الیٰ صدیقه فی بلد آخر لیستفید بہٖ سقوط خطر الطریق وهذا مکروه تحزیماً عند الحنیفةؒ: لأنه ی الحقیقة قرض استفادبه المقرض امن خطر الطریق وهو لو ع من النفع المستفاد علیٰ حساب القرض ، وقد نهیٰ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم عن قرض جر نفعاً : فکر اهة هذا التصرف ناشئة عما اذا کان أمن خطرالطریق شروطاً : فا ذا تم القرض دون ان یشتر ط المقرض فی عقد القرض دفع المال فی بلد آخر بحوالة ونحوها . جاز القرض. ویجوزا یضاً اذا دفع المال الیه اما نةً تسلیمها فی بلادآخر (راجع)الفقه الاسلامی دادلته /۱۷۸/۵/بیروت ، لبنان وفی الا علاء السنن :قال الشیخ العلامة ظفراحمدعثمانی بعد نقل الا ثار المرویة حول کراهة السفتجة (قوله و دلالته علیٰ کراهة السفتجة اذاکانت شروطة فی القرض ظاهرة،وان اقرضه بغیر شرط و کتب له سفتجا جاز. فا طلاق القدوری کراهتها مقید بما اذا کانت مشروطة، قال محشی فی ردالهدایه، نقلاً عن الدر المختار " وردالمحتار جلد ۱۴ /۴۹۷ :ادارةالقران: کراشی.

وفی فتح القدیر وفی الفتاویٰ الصغریٰ وغیرها ان کان السفتج مشروطاً فی القرض فهو حرام ،والقرض بهٰذا الشرط فاسد ولولم یکن مشروطاً جاز وصورة الشرط مافی الواقعات رجل اقرض رجلاً مالاً علیٰ ان یکتب له بہٖ الیٰ بلا کذا فانه لا یجوز وان اقر ضه بغیر شرط و کتب جاز. و کذالو قال : کتب الیٰ سفتجه الیٰ موضع کذا علیٰ ان اعطیک هنا فلا خیر فیه .

واللّٰہ سبحانه وتعالیٰ اعلم وعلمه اتم

کتبه

نعمت اللّٰہ حقانی

۲۰۰۸/۰۳/۲۵ یوم الا ثینن

دارالافتاء جامعه انجمن تعلیم القرآن پراچه ٹاؤن پنڈی روڈ کوهاٹ